اسلام ۔ ایک عظیم محرک علم

کرامت اللہ

تمہید :

تحقیق، تجسّس اور دقیق مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ زندگی اور دین کا فلسفہ بنی نوع انسان کو دو اہم مقامات سے روشناس کراتا ہے۔ ایک "مقام الوہیت" یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا اسکی جملہ صفات عالیہ کے ساتھ معبودیت اور ربوبیت، دوسرا "مقام عبدیت" یعنی انسان کا مقام عبدیت اور مربوبیت۔ اسلام انسان کو ان دونوں اہم مقامات کی قابل عمل تعلیم دیتا ہے۔ اس کا مدعا اور منشاء یہ ہے کہ انسان اپنا اور اپنے خالق کا مقام سمجھے تاکہ اسے دنیاوی اور اخروی کامیابی حاصل ہو اور اپنے مالک حقیقی کی خوشنودی حاصل کر سکے۔ ان مقامات کا ادراک حاصل کرنے کے لئے اسلام نے آغاز ہی سے نسل انسانی کو علم کا تصور دیا۔ غور و فکر، تحقیق و تجسّس اور حصول علم کی دعوت دی۔ یہ امر اس حقیقت کا مظہر ہے کہ اسلام کا دامن علم سے پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک بار بار زمین و آسمان میں اللہ کی نشانیوں پر غور و خوض کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اس دعوت کا مقصد انسان میں تحصیل علم کی تحریک پیدا کرنا ہے۔ جب غور و فکر، تحقیق اور سوچ بچار ہو گا تو نہ صرف علم میں اضافہ ہو گا بلکہ اسکے ساتھ ساتھ عقل و دانش کے لئے نئی نئی راہیں متعارف ہوں گی اور خدائے بزرگ و برتر کی صفات، عظمت اور کائنات میں موجود اشیاء کی عظیم و بے مثل صناعی سے بھی آگاہی ہو گی جو یقیناً اسکی بہترین عبادت کرنے کے لئے مد و معاون ہوں گی۔

اسلام اور علم :

اسلام اپنے لغوی اور اصطلاحی اعتبار سے وہ دین ہے جس میں محافظت، مصالحت، صلح و آشتی اور امن و سلامتی فراہم کرنے کی صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ یہ وہ دین ہے جو ہر قسم کے عیوب و

نقائص سے پاک ہے۔ اس کا قبول کرنے والا حزن و ملال، خوف و خطر اور اضطراب و ہیجان عقائد سے نجات حاصل کر سکتا ہے کیونکہ یہ وہ واحد دین ہے جو زندگی کے ہر شعبے کے لئے واضح اور قابل عمل ہدایات فراہم کرتا ہے۔ عقائد، عبادات اور معاملات میں اسکی تعلیمات نہ صرف اعلیٰ، ارفع اور اپنی مثال آپ ہیں بلکہ دنیا کے کسی بھی چیلنج کا مقابلہ کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہیں۔ دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح علم کی دنیا میں بھی اسلام کا اپنا مخصوص فکری اور عملی نظام ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے علم کو عبادت پر فضیلت حاصل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن سرور کائنات حضرت محمد ﷺ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائے تو صحابہ کرامؓ کو دو گروہوں میں منقسم پایا۔ ایک گروہ یاد الٰہی میں مشغول اور دوسرا کسی علمی بحث میں مصروف تھا۔ آپ ﷺ نے دونوں گروہوں کو پسند فرمایا لیکن "انما بعثت معلمًا"[1] (بے شک میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں) فرماتے ہوئے علمی بحث میں مصروف گروہ میں شامل ہو گئے۔

علم کے بغیر عبادت کا تصور کچھ معنی نہیں رکھتا۔ دین اسلام اور علم کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ دونوں کی ابتداء، دونوں کی انتہا اور دونوں کی منزل ایک ہی ہے۔ عرفان الٰہی کا حصول اور انسان میں خشیت الٰہی پیدا کرنا دین اسلام اور علم دونوں کا مدعا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤا۔[2]

(اللہ کے بندوں میں سے درحقیقت علماء (علم والے) ہی اللہ سے ڈرتے ہیں) مزید فرمایا :

ومایعقلھا الا العالمون۔[3]

(اور اللہ کی ان نشانیوں کو ارباب علم کے سوا کوئی اور نہیں سمجھتا)۔

دین اسلام کے مدعا کے حصول کے لئے علم ہی کو ذریعہ بنایا گیا ہے۔ اسی وجہ سے علم کا حصول ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

طلب العلم فریضۃ علٰی کل مسلم و مسلمۃ۔[4]

(علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے) نیز حضور محمد ﷺ ہی کا ارشاد ہے :

الکلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن فحیث و جدھا فھواحق بھا۔[5]

(حکمت مومن کی متاع گمشدہ ہے جہاں کہیں وہ اسکو پاتا ہے حاصل کر لیتا ہے)۔

اسلامی نظریہ علم:

علم اور تحصیل علم کے ضمن میں اسلام ایک لاثانی نظریہ پیش کرتا ہے۔ اسکے مطابق علم کا منبع صرف اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔ اسی ذات والا صفات نے اپنے بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء اور رسول بھیجے۔[۶] اور ان کو ضرورت کے مطابق صحائف و کتب دیں۔[۷] اسلام میں علم قرآن پاک کے علم کے حصول سے شروع ہوتا ہے۔ قرآن پاک وہ سر چشمہ علوم ہے جسکی فراہم کردہ معلومات و تعلیمات میں کسی قسم کی تبدیلی، ترمیم یا کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ خالص کلام ہے جسکی حفاظت کا ذمہ خود اس نے لیا ہے۔[۸] لیکن اس عظیم کلام کو اس کے حقیقی رنگ میں از خود سمجھنا ناممکن ہے۔ اس کے لئے ہمیں حضور اکرم حضرت محمد ﷺ سے رجوع کرنا پڑتا ہے کیونکہ یہی رسول مقبول ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن پاک کی تشریح و توضیح کے لئے مقرر فرمائے گئے ہیں۔[۹] پس اسلام میں حصول علم، قرآن اور حدیث کے علم کے حصول سے عبارت ہے۔

اسلام اور دیگر علوم کا حصول:

اسلامی نظریہ تحصیل علم کے تجزیے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دین اسلام محض دینی رسومات کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ ایک نظریہ حیات ہے۔ اس کے بیان کردہ عقائد و اعمال کی تخلیق اور تشکیل، دنیاوی و اخروی زندگی کا بہترین حصول اور ان کے نشیب و فراز سے آگاہی فراہم کرتے ہیں۔ یہ ایک فطری دین ہے اس لئے یہ قرآن اور حدیث کے علم کے حصول کے بعد دیگر علوم کے حصول پر پابندی نہیں لگاتا اور نہ ہی دیگر علوم کے لئے تنگ نظری اور تعصب کا مظاہرہ کرتا ہے بلکہ قرآن و حدیث کے بعد دیگر علوم مثلاً سیاست، معاشرت، اقتصاد، طب، فلسفہ، تاریخ، جغرافیہ، منطق، علم الکلام، قانون، عسکری سائنس کے علاوہ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ دیگر علوم کے حصول میں صرف ایک شرط لگاتا ہے اور وہ یہ کہ یہ علم

تخریب کے لئے حاصل نہ کیا جائے بلکہ اس کے حصول کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول اور خلق خدا کی خدمت ہو۔ ہر دنیائے علم میں حقیقی تعمیر و ترقی، امن و سلامتی، حفاظت اور عظمت انسان کو مقدم رکھنا اسلام کا اعلان اور ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے۔

تحصیل علم کے ذرائع:

حصول علم کے بہت سے ذرائع ہیں مثلاً وجدان، انسانی ذات پر بغیر کسی ذریعہ کے براہ راست وارد ہونے والی کیفیات جو علم کا سبب بنتی ہیں وجدان کے زمرے میں آتی ہیں۔[۱۰] لیکن ان کی تعبیر میں صاحب وجدان سے غلطی ہو سکتی ہے۔ مزید برآں یہ ذریعہ علم انسان کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے۔ اسی طرح حصول علم کے ذرائع میں عقل، حواس خمسہ، قیاس وغیرہ بھی شامل ہیں لیکن ان سب میں غلطی کا شائبہ موجود ہے۔ اسلامی تصور علم کے مطابق حصول علم کے ذرائع میں سب سے معتبر اور قابل اعتماد ذریعہ "وحی الٰہی" ہے۔ وحی کا لغوی معنی تو اشارہ، خفی یا دل میں چپکے سے کوئی بات ڈال دینے کا ہے۔[۱۱] لیکن اصطلاحی معنوں میں وحی وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام پر براہ راست یا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے نازل فرماتا رہا ہے۔[۱۲] اس علم میں کسی قسم کی تبدیلی، ترمیم یا کمی بیشی کی قطعاً گنجائش نہیں اور نہ ہی اس میں خیانت کا احتمال ہو سکتا ہے۔ اس ذریعہ سے حاصل کردہ علم ہر قسم کی خامی سے پاک ہوتا ہے کیونکہ یہ تمام کا تمام الہامی ہوتا ہے، خدا کا کلام ہوتا ہے۔ دیگر ذرائع بھی اس وقت تک قابل اعتبار رہتے ہیں جب تک وہ وحی الٰہی کی رہنمائی میں قدم آگے بڑھاتے رہیں۔

مقاصد علم:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مقاصد علم کا تعین ہمیشہ فلسفہ حیات کرتا ہے۔ جن اقوام نے وحی سے رہنمائی حاصل نہیں کی وہ مختلف تصورات کے طلسم میں الجھ کر رہ گئیں اور انتشار، بے چینی، بے کیفی میں مبتلا ہو کر اخلاقی تنزل کا شکار ہو گئیں کیونکہ جہاں وجود کا مقصد تخلیق ہی واضح نہ ہو تو وہاں مقاصد علم کے بارے میں یقین کی صورت پیدا نہیں ہو سکتی جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کہیں مقصد

حیات صرف اور صرف معاشی آسودگی حاصل کرنا بن جاتا ہے تو کہیں مقصد حیات فرد کی ذات کو معاشرے کی خاطر گم کر دینے کا نام ہے اور کہیں مقصد حیات صرف ذاتی خواہشات کی تکمیل کا مصداق بن کر رہ گیا ہے۔ اسلام میں مقصد تخلیق واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔[۳]

(اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا)۔

یہاں عبادت سے مراد صرف سجدہ ریزی ہی نہیں بلکہ پورے کے پورے وجود کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے جھکا دینا بھی مراد ہے۔ اس طرح فرض نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ وغیرہ ہی عبادت نہیں بلکہ زندگی کے تمام معاملات خدائے ذوالجلال والاکرام کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سر انجام دینا ہی اصل عبادت ہے۔ اس سوچ سے اٹھنا' بیٹھنا' چلنا' پھرنا' سونا' جاگنا' کھانا پینا' کاروبار' گھر گرہستی وغیرہ غرضیکہ ہر کام کار ثواب اور ہر لمحہ ہر ساعت عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا حصول علم بھی عبادت بن سکتا ہے جبکہ اس کا مقصد و منتہا اللہ جل شانہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا ہو۔ گویا کہ اسلام میں اللہ رب العزت کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنا ہی مقصد علم ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے :

"جس شخص نے وہ علم سیکھا جس سے خدا کی خوشنودی طلب کی جاتی ہے لیکن اس غرض سے سیکھا کہ وہ اس سے دنیا کی متاع حاصل کرے تو قیامت کے دن اس کو جنت کی خوشبو میسر نہ ہو گی"۔[۴]

مندرجہ بالا اساسی مقصد کے ساتھ ساتھ اسلامی مقاصد علم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان میں عمدہ اخلاق اور اوصاف حمیدہ پیدا کئے جائیں اور اسے تسخیر کائنات کے لئے تیار کیا جائے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری اور اسکی خوشنودی کے حصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے دیگر بندگان خدا سے معاملہ کرے گا تو یقیناً اس کے اخلاق بلند ہوں گے۔ دراصل علم کا مقصد عظیم یہ ہے کہ انسان ہر حال میں اپنے معبود حقیقی کو خوش رکھے۔ یہی جذبہ اور مقصد انسان کی کردار سازی کرتا ہے اور اس میں اعمال صالح کرنے کی صفت پیدا کرتا ہے۔ ایسے ہی شخص کے فرائض منصبی میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ صبر و استقامت کے ساتھ مسلسل غور و فکر' مشاہدہ اور تجربہ کی قوتوں اور

صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کائنات کے اسرار و رموز کو بے نقاب کرے۔ اس عظیم مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ علوم عقلیہ کے حصول میں بھی سرگرمی کا مظاہرہ کرے اور ان کی ترویج و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہوئے تسخیر کائنات کا فریضہ سر انجام دے۔ اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی معلومات و ایجادات نیز کائنات میں موجود خالق کائنات کی بے انتہا نعمتوں اور آسائشوں کو مخلوق خدا کی آسودگی، خوشحالی، خدمت، بہبود اور ترقی کے لئے تصرف میں لانا ہی انسان کی عظمت ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

خیر الناس من انفعھم للناس۔[۱۵]

(بہترین انسان وہ ہے جو سب سے زیادہ لوگوں کو نفع پہنچائے)۔

ترغیب تحصیل علم:

بلا شبہ علم کسی شے کی ماہیت یا حقیقت کو جاننے یا دریافت کرنے کا نام ہے[۱۶] اور علم حاصل کرنا تحصیل علم کہلاتا ہے۔ اسلام میں تحصیل علم کی بڑی اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔ قرآن اور حدیث شریف میں متعدد بار حصول علم کی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ فی الحقیقت یہ علم ہی ہے جو انسان کو چوپائیوں اور دیگر مخلوق سے ممیز کرتا ہے، اس کو شرف بخشتا ہے، اشرف المخلوقات اور خلیفۃ اللہ[۱۷] کے عظیم مناصب پر فائز کرتا ہے۔ حصول علم کی ترغیب دلاتے ہوئے رب کائنات نے اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو ہمیشہ علم کی طلب و جستجو میں رہنے کا حکم دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

قل رب زدنی علمًا۔[۱۸]

"(اے نبی ﷺ دعا کرتے رہو کہ) میرے رب مجھے اور علم دے"۔

تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت حضرت آدم علیہ السلام کو اسماء کا علم سکھایا گیا:

و علم ادم الاسماء۔[۱۹]

(اور آدم علیہ السلام کو اسماء کا علم دیا گیا)۔

اور اسی بنائے شرف پر وہ جسد خاکی مسجود ملائکہ بنا۔[۲۰] اسلام میں حصول علم کی غیر معمولی ترغیب کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے

مخاطب ہو کر فرمایا : اے عائشہؓ علم اور قرآن کو اپنا شعار بناؤ۔[۲۱] پھر علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا :

من یرد اللّٰہ بہ خیرا" یفقھہ فی الدین۔[۲۲]

(جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا کر دیتا ہے)۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جس شخص سے اللہ کریم بھلائی کرے گا تو اس شخص کی شان، عزت و عظمت بھی لازماً بلند ہو گی اور یہ بلندی و رفعت، عزت و عظمت محض علم کی وجہ سے معرض وجود میں آئی جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے :

یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت۔[۲۳]

(جو لوگ تم میں سے ایمان لائیں گے اور جنہیں علم عطا کیا گیا ہو اللہ ان کے درجے بلند کریگا)۔

حضرت ابن عباسؓ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ علم والوں کو عام مسلمانوں پر سات سو درجے زیادہ فضیلت ہے لہٰذا اہل علم اور بے علم فضیلت، عقل، قوت و نور اور تقویٰ وغیرہ کسی اعتبار سے بھی برابر نہیں اور نہ ہی ہو سکتے ہیں جیسا کہ خود رب کائنات نے اپنے کلام مبین میں فرمایا :

قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔[۲۴]

(کہہ دیجئے! کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں؟)

اسی ضمن میں نبی رحمت ﷺ نے فرمایا :

من جاء ہ الموت و ھو یطلب العلم یحیی بہ الاسلام فبینہ و بین النبیین درجۃ واحدۃ فی الجنہ۔[۲۵]

(جس شخص کو اس حال میں موت آئے کہ وہ اس غرض سے علم حاصل کر رہا ہو کہ اس سے اسلام کو تازہ زندگی بخشے تو اس کے اور انبیاء کے درمیان جنت میں صرف ایک درجے کا فرق ہو گا)۔

ایک اور موقعہ پر فرمایا:

من طلب العلم فادرکه کان له کفلان من الاجر فاءن لم یدرکه کان له کفل من الاجر۔[۲۶]

(جس شخص نے علم طلب کیا اور اسے حاصل کر لیا تو اسے دوہرا اجر ملے گا اور اگر علم حاصل نہ ہوا تو اکہرا ثواب ملے گا۔)

اسی طرح ایک مرتبہ فرمایا :

من سلک طریقًا یلتمس فیه علمًا
سهل اللّٰه له به طریقًا الی الجنه۔[۲۷]

(جو شخص علم حاصل کرنے کی خاطر راہ چلے اللہ تعالیٰ اس کی بدولت اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دے گا۔)

ایک اور طویل حدیث کا خلاصہ ہے :

"علم کی تحصیل و جستجو اللہ کے راستے میں جدوجہد ہے چنانچہ جب طالبان علم پڑھتے ہیں تو فرشتے ان کے لئے اپنے پروں کا سایہ کر دیتے ہیں، مخلوق چرند پرند ان کے لئے دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ گہرے پانیوں میں مچھلیاں بھی ان کے لئے دعا کرتی ہیں۔"[۲۸]

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وحی میں فرمایا :

"میں علیم ہوں اور ہر صاحب علم سے محبت کرتا ہوں"۔[۲۹]

عبداللہ ابن مبارکؒ سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اختیار دیا گیا کہ علم لیں یا سلطنت۔ انہوں نے علم کو ترجیح دی۔ اس پر خدا نے علم بھی دیا اور سلطنت بھی دی۔[۳۰] حضرت ابو الدرداءؓ سے مروی ہے "علم کی دولت خوش نصیب ہی کو ملتی ہے اور بدنصیب اس سے محروم رہتے ہیں"۔[۳۱] حضرت انسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : سب سے اچھا دین وہ ہے جو سب سے آسان ہے اور بہترین عبادت فقہ (علم) ہے۔[۳۲]

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم کی فضیلت عابد پر ویسی ہے جیسے میری فضیلت امت پر۔[۳۳] حضرت عمرو بن قیس الملائی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے اور دین کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔[۳۴]

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر تم نکلو اور علم کا ایک باب بھی سیکھ لو تو یہ تمہارے لئے سو رکعت نماز سے بہتر ہے۔[۳۵] حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کا ستون ہوتا ہے اور اس دین کا ستون علم ہے۔[۳۶] حضرت ابو ذرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طالب علم طلب علم کی حالت میں مرتا ہے تو شہید مرتا ہے۔[۳۷] حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موت کے ساتھ آدمی کا عمل بھی منقطع ہو جاتا ہے لیکن تین چیزیں باقی رہتی ہیں: صدقہ جاریہ، فیض رساں علم اور صالح اولاد جو مرنے والے کے حق میں دعا کرے۔[۳۸] حسن بصریؒ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: انسان کا علم حاصل کرنا، اس پر عمل کرنا اور اس کی اشاعت کرنا صدقہ ہے۔[۳۹]

•--- حضرت داوٗد علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"سینے میں علم کی مثال یہ ہے جیسے اندھیرے گھر میں چراغ"۔

•--- حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا گیا علم کب تک حاصل کرنا چاہئے؟ فرمایا "جب تک زندگی ہے۔"

قرآن پاک اور حدیث شریف کے علاوہ صحابہ کرامؓ اور بزرگان دینؒ نے بھی حصول علم کی بہت ترغیب دی اس ضمن میں ان میں سے کچھ کے اقوال[۴۰] ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

•--- حضرت علیؓ کی طرف ذیل شعر منسوب ہے آپؓ نے فرمایا:

ما الفضل الا لا ھل العلم انھم
علی الھدیٰ لمن استھدیٰ ادلاء

(ہاں فضیلت ہے تو صرف اہل علم کو ہے وہی طالبان ہدایت کے رہنما ہیں)۔

•--- حضرت علیؓ ہی نے ایک اور موقع پر فرمایا:

"علم مال سے بہتر ہے۔ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم۔ مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم خرچ کرنے سے گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔"

•--- معاذ بن جبلؓ نے فرمایا:

"علم سکھاؤ کہ اس کا سکھانا نیکی ہے اور اس کی تحصیل و طلب عبادت ہے۔"

•۔۔۔ ابو درداءؓ نے فرمایا:

"اگر میں ایک مسئلہ سیکھوں تو میرے لئے تمام رات کی شب بیداری سے افضل ہے۔"

•۔۔۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"اے لوگو! علم کے پیچھے پڑو کیونکہ اللہ کے پاس ایک محبت کی چادر ہے جو شخص علم کے ایک باب کا طالب ہوتا ہے اللہ پاک وہ چادر اس طالب کو اڑھا دیتا ہے۔"

•۔۔۔ امام زہریؒ کہتے ہیں:

"علم سے بہتر کوئی طریقہ نہیں جس سے عبادت الٰہی ممکن ہو۔"

•۔۔۔ حسن بصریؒ کا قول ہے:

"علم کا ایک باب سیکھنا اور اس پر عمل کرنا دنیا سے اور دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔"

•۔۔۔ سفیان ثوریؒ کا مقولہ ہے:

"علم سے بہتر قربت الٰہی کا کوئی طریقہ نہیں۔"

•۔۔۔ عونؒ بن عبداللہ کا مقولہ ہے:

"کمال تقویٰ یہ ہے کہ نیا علم حاصل کرتے رہو۔"

•۔۔۔ عبداللہ ابن مبارکؒ نے فرمایا:

"مجھے تعجب آتا ہے اس شخص پر جو علم کے بغیر اپنے آپ کو واجب الاحترام سمجھتا ہے۔"

•۔۔۔ امام شافعیؒ نے فرمایا:

"فرائض اسلام کی ادائیگی کے بعد علم کی تحصیل سے زیادہ افضل کوئی چیز نہیں۔"

•۔۔۔ قتادہؒ کا قول ہے:

"علم کا ایک باب جسے آدمی اپنی اصلاح اور اپنے بعد کی اصلاح کے خیال سے حفظ کرتا ہے سال بھر کی عبادت سے افضل ہے۔"

•۔۔۔ ایک اور موقع پر قتادہؒ فرماتے ہیں:

"میرے نزدیک پوری رات علمی مذاکرے میں گزار دینا عبادت میں گزارنے سے بہتر ہے۔"

•۔۔۔ سفیان ثوریؒ کہا کرتے تھے:

"نیت نیک ہو تو طلب علم سے افضل کوئی عمل نہیں۔"

•--- امام شافعیؒ کا مقولہ ہے :

"طلب علم نفل نماز سے افضل ہے۔"

•--- لقمان حکیم سے پوچھا گیا سب سے افضل کون ہے ؟

کہا "مومن عالم' اس کے پاس ہمیشہ بھلائی ملتی ہے۔"

•--- ابن المقنعؒ کا قول ہے :

"علم حاصل کرو' بادشاہ ہوئے تو اور اونچے ہوجاؤ گے' عام آدمی ہوئے تو زندہ رہ سکو گے۔"

•--- امام مالکؒ کا قول ہے :

"جس کے پاس علم ہے اسے بھی مزید علم کی تحصیل سے بے پرواہ نہیں ہونا چاہئے۔"

اہمیت و فضیلت علم :

علم ایک ایسی لازوال اور بے مثل دولت ہے جو قوت' امن' کردار' اخلاق حسنہ' اوصاف حمیدہ' ترقی اور سربلندی عطا کرتی ہے۔ ایک کامل انسان بننے کے لئے علم کا حصول ناگزیر ہے۔ یہ اور اس کا حصول فرض عین کا درجہ رکھتا ہے۔ علم کا عقیدہ اسلام کے ان عقائد جلیلہ و محرکہ میں سے ہے جنہوں نے اسلامی ثقافت کی صورت گری و نقش گری اور تزئین و آرائش و تحسین کرنے' نیز اسے حرکی اور ارتقائی بنانے میں ہر طرح سے قابل قدر کردار ادا کیا۔ اس عقیدے نے اسلامی ثقافت کے نظری و عملی گوشوں کو وسعت دی اور اس پر ہمہ جہت ترقی کے دروازے کھول دیے۔ علم کی اہمیت اور فضیلت درج ذیل عنوانات کے تحت بہتر طور پر سمجھ میں آسکتی ہے :

(الف) دلیل شرف انسانیت :

تحصیل علم کی اہمیت و فضیلت اس امر سے بھی واضح ہے کہ انسانیت کا شرف علم سے وابستہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جس چیز نے فرشتوں کا مسجود کیا وہ علم ہی تھا۔ نبی آخرالزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اس سے بھی علم کی اہمیت و فضیلت واضح ہوتی ہے۔

قرآن پاک کی صورہ العلق آیات ۱ تا ۵ میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

اقراء باسم ربک الذی خلق، خلق الانسان من علق

اقراء و ربک الاکرم، الذی علم بالقلم، علم الانسان مالم یعلم

"پڑھیئے اپنے رب کے نام سے جو سب کا بنانے والا ہے، بنایا انسان کو جمے ہوئے خون سے،
پڑھیئے اور تیرا رب بڑا کریم ہے، جس نے علم سکھایا قلم سے، انسان کو جو وہ نہ جانتا تھا۔"

ان آیات مبارکہ میں اللہ جل شانہ کی ربوبیت اور کریمی کا ذکر ہے۔ اس کی کریمی کے فیوض ہیں۔ یہاں ایک اہم فیض بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے انسان کو قلم سے تعلیم دی اور اسے نہ معلوم چیزوں کا علم دیا۔

(ب) آئین جہانبانی:

سیاست و قیادت کے لئے بھی علم ضروری ہے۔ جاہل قیادت اور علم سے عاری سیاست ملک و قوم کو تباہ کردیتی ہے۔ قرآن پاک میں بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل نے جب اپنے ایک نبی علیہ السلام سے کہا: ہم پر کسی کو بادشاہ مامور کیا جائے جس کے جھنڈے تلے ہم جہاد کریں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت طالوت علیہ السلام کو ان پر بادشاہ مامور کیا۔ طالوت علیہ السلام ایک غریب آدمی تھے اس لئے بنی اسرائیل نے اعتراض کیا کہ ہم پر بادشاہی کرنے کے لئے اس غریب آدمی کو کیوں مسلط کیا جارہا ہے اس کا کوئی حق نہیں۔ اسی پر نبی علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے علم و بدن میں فوقیت دی ہے۔[۴۱] یہ سن کر بنی اسرائیل خاموش ہوگئے۔ اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حکمران کے لئے صاحب علم ہونا ضروری ہے۔[۴۲] علم ہی وہ آئین ہوگا جو اس کی نہ صرف رہنمائی کرے گا بلکہ ایک کامیاب حکمران بننے میں تعاون فراہم کرے گا۔ تاریخ شاہد ہے کہ جاہل حکمران ملک و قوم کو غلط راستے پر ڈال دیتا ہے۔

(ج) صفت انبیاء علیہم السلام:

قرآن حکیم نے کئی مقامات پر انبیاء علیہم السلام کی ایک امتیازی صفت بیان فرمائی ہے اور وہ یہ

کہ "وہ علم رکھتے ہیں" حضرت لوط علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تذکروں میں خصوصیت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم اور علم عنایت فرمایا۔ حکم سے مراد قوت فیصلہ جس کے لئے علم بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ انبیاء کرام کا ایک بنیادی فریضہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کی لوگوں کو تعلیم دیں۔ اسی لئے اللہ جل شانہ نے انہیں علم و حکمت سے مالا مال کیا۔ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے فرض منصبی کے بارے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یتلوا علیکم اٰیٰتنا و یزکیکم و یعلمکم الکتاب والحکمة[۴۳]

"ان کو ہماری آیات سناتا ہے اور ان کو پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

(د) خیر کثیر کا حصول:

تخلیق قدرت کا جتنی گہری نگاہ سے مطالعہ کریں گے حکمت الٰہی کے نئے نئے جلوے رونما ہوتے جائیں گے۔ اس مطالعہ سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کا ایسا علم نصیب ہوگا جو عین الیقین کی منزل تک پہنچائے گا اور وہاں سے حق الیقین کی منزل دور نہیں ہوگی۔ طلب صادق ہوگی تو توفیق کا ہاتھ بڑھے گا اور بلندیوں پر فائز کردے گا۔ ایسی بلندیوں پر کہ جہاں پہنچ کر اپنے رب ذوالجلال کی معرفت، بخشش اور انعام نصیب ہوگا پھر خشیت الٰہیہ اور حب خداوندی سے دل اس طرح معمور ہوتے ہیں جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ اسلام میں یہ مقام اور لذت علم کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ اس کی حقیقت مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے عیاں ہے۔

و من یؤت الحکمہ فقد اوتی خیراً کثیراً۔[۴۴]

"اور جسے حکمت عطا کی گئی تو یقیناً اسے خیر کثیر عطا ہوئی۔"

حکمت سے مراد وہ علم ہے جو علم صحیح ہے اور اتنا پختہ اور طاقتور ہے کہ وہ انسانی ارادہ کو حکماً عمل خیر کی طرف متوجہ کردے۔[۴۵] یہ اللہ جل شانہ کا وہ احسان عظیم ہے جسے قرآن مجید نے خیر کثیر سے موسوم فرمایا۔ اس کے برعکس دنیا و ما فیہا کی کثیر سے کثیر دولت کو بھی متاع قلیل، گھاٹے کا سودا

اور فتنہ قرار دیا۔[۴۶] اس طرح علم کے مقابلے میں بڑی سے بڑی دولت، جاہ و حشم، عزت و ثروت سب ہیچ ہیں۔

(ہ) فریضہ مسلم:

اسلام میں تحصیل علم کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ اسلام ہر مسلم پر تحصیل علم کو ناگزیر قرار دیتے ہوئے اس کی اہمیت اجاگر کرتا ہے نبی ﷺ برحق کا ارشاد ہے:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة[۴۷]

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔"

یہ بھی اسلام کی ایک اعلیٰ امتیازی خوبی اور خصوصیت ہے کہ اس نے دور جہالت میں جب لوگ جہل کو شعائر دینی کا درجہ دیتے تھے اور عوام کو علم سیکھنے کے مواقع یا تو ملتے نہ تھے یا فراہم نہ کئے جاتے تھے اور جس میں عورت کی تعلیم کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا اس وقت اسلام نے تحصیل علم کو مرد و زن دونوں کے لئے وجہ شرف انسانیت قرار دیا اور انہیں دینی ذمہ داری اور زندگی کے امور سے آگاہ ہونا لازم قرار دیا۔ جناب رسالت مآب ﷺ نے مستورات کے لئے بھی دین کی تعلیم کے حصول کو ضروری قرار دیا اور اس پر عمل کرکے دکھایا۔ حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں:

"ایک دن عورتیں رسول اکرم ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا آپ ﷺ سے فائدہ اٹھانے میں مرد ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں لہٰذا آپ ﷺ ہمارے لئے بھی کوئی دن مقرر کر دیں۔ آپ ﷺ نے ان سے وعدہ کیا اور یوں ہفتے میں ایکدن آپ ﷺ عورتوں کے خصوصی مجمع میں تشریف لے جاتے، ان کو تعلیم دیتے اور ان کے سوالات کا جواب دیا کرتے۔"[۴۸]

امہات المؤمنین کا ایک فریضہ یہ بھی تھا کہ وہ مومن خواتین کو دین کے ضروری مسائل سے آگاہ کریں۔

(ز) زمان و مکاں کی آزادی:

علم کے بارے میں اسلامی رویے کی ایک اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس نے انسان کو ہوش

سنبھالتے ہی عمر بھر علم حاصل کرتے رہنے کا حکم دیا۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے :

اطلبوا العلم من المھد الی اللحد

"علم کو مہد (ماں کی گود) سے لیکر لحد (قبر) تک حاصل کرتے رہو"۔

یعنی سن شعور سے فقدان شعور تک علم کی جستجو میں رہو۔ اس ارشاد نبوی ﷺ سے یہ بات ظاہر ہے کہ اسلام ہر انسان کو بالعموم اور مسلمان کو بالخصوص (عورت ہو یا مرد) ہوش سنبھالتے ہی طالب علم دیکھنا چاہتا ہے جب تک کہ موت اس کے رشتہ حیات کے ساتھ اس کا سلسلہ شعور منقطع نہیں کر دیتی۔ اس فرمان نبوی ﷺ سے یہ بھی استنباط کیا جا سکتا ہے کہ اسلام اپنے ہر پیروکار کو عالم دیکھنے کا آرزومند ہے اور عالم درحقیقت اس کو کہتے ہیں جس کے پاس نہ صرف علم ہو بلکہ جسے عمر بھر علم کی طلب اور جستجو رہے۔ حضرت ابو درداءؓ فرمایا کرتے تھے :

کن عالمًا او متعلمًا او مستعمًا او محبًا ولا تکن خامسًا فتھلک۔[۴۹]

"عالم بنو یا متعلم، محب بنو یا متبع، مگر خبردار پانچویں نہ بننا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔" حسن بصریؒ سے پوچھا گیا : "یہ پانچواں کون ہے ؟" جواب دیا : "بدعتی" اسی طرح تحصیل علم کو زمان و مکاں کی قید سے آزاد کرتے ہوئے فرمایا :

اطلبوا العلم ولو کان بالصین۔[۵۰]

"علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانا پڑے"

حاصل کلام :

اس مختصر سے مقالہ میں ہم نے دیکھا کہ اسلام کن کن زاویہ ہائے نگاہ سے حصول علم کی تحریک پیدا کرتا ہے اور یہ کہنا قطعی حق ہے کہ اسلام ہی علم کا سب سے بڑا محرک ہے۔ کبھی خالق کائنات کے کلام کے ذریعے تو کبھی وجہ تخلیق کائنات ﷺ کے ارشادات عالیہ میں اور کبھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگان دینؒ کی تعلیم و تربیت میں، غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے میں تمام جہات سے حصول علم کی بھرپور دعوت دیتا ہے۔ علم کی اہمیت و فضیلت بیان کرکے قابل عمل راہ کی نشاندہی کرتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرامؓ بزرگان دینؒ اور علم دوست

حضرات نے تحصیل علم اور ترسیل علم میں بڑی جانفشانی سے کام کیا۔ اس ضمن میں نہ صرف مرد حضرات نے کماحقہ حصہ لیا بلکہ مسلم خواتین نے بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ ابن حجر نے اپنی تصنیف الاصابہ فی تمیز الصحابہ' میں اسلام کے قرون اولیٰ کی ایک ہزار پانچ سو تینتالیس محدث خواتین کے سوانح حیات جمع کیے ہیں۔ النووی نے اپنی کتاب تہذیب الاسماء' میں اور الخطیب البغدادی نے تاریخ بغداد میں بہت سا حصہ ان خواتین کے حالات کے لئے وقف کیا ہے جنہوں نے علم و فضل میں کمال حاصل کیا۔[۵۱] بعد ازاں مسلمان معلمین، مفکرین اور علماء نے اس کام کو آگے بڑھایا۔ جدید علوم و فنون پر مبنی معیاری دینی درس گاہیں قائم کیں جن میں تحقیق، مشاہدہ، تجزیہ اور تحلیل سے کام لیتے ہوئے نت نئی راہیں متعارف کروائیں۔ یہ سلسلہ انتہائی سست رفتاری سے آج بھی جاری ہے۔

لمحہ فکریہ:

زیر نظر مقالے کے حوالے سے غور کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ آج تمام اسلامی دنیا میں علم کے حوالے سے ہمارے پاس اسلام کا تصور علم، اس کی عملی تطبیق کے طریقے، علمی ورثہ، مصادر و مراجع، علمی ادارے، علماء و اساتذہ سب ہی کچھ میسر ہے لیکن پھر بھی تعلیمی میدان میں ہم بہت پیچھے ہیں۔ ہماری شرح خواندگی بہت کم ہے اور خاص طور پر دینی درس گاہوں کی حالت بڑی ناگفتہ بہ ہے۔ ہم نے اپنے علماء، مفکرین اور سائنس دانوں کو کیوں بھلا دیا ہے؟ عمر خیام، البیرونی، الخوارزمی، الرازی، بو علی سینا، ابن رشد، جابر بن حیان، غزالی، ابن خلدون اور ایسے ہی سینکڑوں نہیں ہزاروں جلیل القدر حضرات جن کی علمی خدمات اور کارناموں کو یورپ اپنے تمام تر تعصب کے باوجود آج بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہے، ہمارے ہی اسلاف تھے۔ ہمارا ادب، فلسفہ، تمدن، معیشت، سیاست اور سوچ، علمی اور عملی انحطاط اور فکری جمود کا شکار ہے جو احساس کمتری کو جنم دے رہا ہے اور یہ احساس کمتری ہمیں یورپ کی اندھی تقلید کرنے پر اکسا رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس سائنس اور ٹیکنالوجی کے دور (جس میں دین کو نظرانداز کیا جارہا ہے) کے چیلنج کو سمجھیں اور اپنے ماضی کے شاندار علمی کارناموں کو مشعل راہ بناتے ہوئے نئی علمی تنظیم کریں۔ یہ تنظیم جدید علم کی روح اور اسلام کے پیغام سے مطابقت رکھتی ہو۔ ایسے ادارے قائم کریں اور ایسے ماہرین فن کا انتخاب کریں جو محنت شاقہ کرکے ایسا

نصاب تعلیم تیار کریں جو ایک طرف تو کتاب و سنت کو اپنا رہنما بنائے اور دوسری طرف علوم عصریہ میں تحقیق و جستجو، تجزیہ و تحلیل اور جذبہ مسابقت کو اپنا علمی شعار بنائے۔ اگرچہ یہ کام مشکل ہے لیکن ناممکن نہیں۔ ہمارے اسلاف نے جو علمی ورثہ محنت و لگن، لیاقت، قیادت اور سیادت کی اعلیٰ مثالیں چھوڑی ہیں ان پر عمل کرتے ہوئے اپنا گم شدہ علمی مقام دوبارہ حاصل کرنے کی جدوجہد کریں۔ اپنے تعلیمی اداروں کو حقیقی معنوں میں عقل و دانش، علم و ہنر اور کردار سازی کے گہوارے بنائیں۔ ان کو یورپ کی اندھی تقلید، انگلش میڈیم، کلاشنکوف اور بوٹی مافیا سے نجات دلائیں۔ ان میں تصنیف و تالیف، تحقیق و تنقید اور علم کی تدوین جدید اور ترجمہ و تشریح کی حوصلہ افزائی کریں۔ ان کے ذریعے دنیا کے سامنے وہ مسلمان سکالرز پیش کریں جو ایک طرف تو علوم اسلامیہ میں دسترس رکھتے ہوں اور دوسری جانب جدید سائنس و ٹیکنالوجی کے دور کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کی پوری پوری صلاحیت سے آراستہ ہوں۔ تعلیمی ادارے، وزارتیں اور تعلیمی منصوبہ بندی صرف اسی وقت فعال اور موثر ہوسکتی ہیں جب ہم اپنے اسلاف کی طرح عمل، محنت اور جہاد علم کا جذبہ لئے ہوئے میدان میں اتریں اور اپنے ایمان، تنظیم اور عمل پیہم سے وہ علمی انقلاب برپا کریں جس کی مسلمانوں کو دنیائے علم میں اپنا وجود تسلیم کروانے کے لئے اشد ضرورت ہے۔ اسی ضمن میں ہمیں فرمان باری تعالیٰ عزوجل یاد رکھنا چاہئے کہ:

ان اللہ لا یغیر مابقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔[۵۲]

"بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدل لے۔"

حوالہ جات

۱۔ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب، مشکوۃ المصابیح، دمشق ایڈیشن، ۲۵۷، محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل، سنن الداری، باب العلم۔

۲۔ القرآن، فاطر: ۲۸

۳۔ ایضاً، العنکبوت: ۴۳

۴۔ ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ، السنن ابن ماجہ، باب فضل العلماء والبحث علیٰ طلب علم، مشکوۃ المصابیح، ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی، السنن الکبریٰ، باب العلم، دار صادر بیروت۔

۵۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، جامع الترمذی، باب العلم، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

۶۔ القرآن، یونس: ۴۷، الرعد: ۷، النحل: ۳۶

۷۔ ایضاً، البقرہ: ۲۱۳، النساء: ۱۳۶، الحدید: ۲۵

۸۔ ایضاً، الحجر: ۹

۹۔ ایضاً، آل عمران: ۱۶۴

۱۰۔ J. Milton Cowan, Hans Wehr, A dictionary of modern written Arabic, Spoken Language (Publisher New York), ۱۰۴۹-۵۰

۱۱۔ ایضاً، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ القرآن، الذاریات: ۵۶

۱۴۔ سلیمان بن اشعث ابو داؤد السجستانی، سنن ابی داؤد، باب العلم، مطبع مجیدیہ، کانپور، انڈیا ۱۳۴۵ھ

۱۵۔ علاؤالدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، جلد ۱۵، منشورات مکتبہ التراث الاسلامی، ۱۹۷۷ء، حدیث نمبر ۴۳۰۶۵، ۷۷۷

۱۶۔ علی بن محمد الجرجانی، کتاب التعریفات، انتشارات ناصر خسرو، طہران، ایران، ۱۳۰۶ھ، ۶۷

۱۷۔ القرآن، البقرہ : ۳۰

۱۸۔ ایضاً، طٰہٰ : ۱۱۴

۱۹۔ ایضاً، البقرہ : ۳۱

۲۰۔ ایضاً، ۳۴

۲۱۔ سید سلیمان ندوی، سیرت عائشہؓ، دائرہ المعارف، حیدر آباد دکن، انڈیا، ۱۹۲۰ء، ۳۵، بحوالہ مسند عائشہ، ۱۳۸، ۱۴۷، ۱۵۱

۲۲۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، اصح المطابع، کتاب العلم، دہلی انڈیا، ۱۹۳۸ء

۲۳۔ القرآن، المجادلہ : ۱۱

۲۴۔ ایضاً، الزمر : ۹

۲۵۔ علامہ ابن عبد البر، جامع بیان العلم و فضلہ، اردو ترجمہ از مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی، العلم و العلماء، ندوۃ المصنفین، دہلی انڈیا، ۱۹۵۳ء، ۷۵

۲۶۔ ایضاً، ۴۴ (بروایت واثلہ بن الاسقعؓ)

۲۷۔ ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیشا پوری، صحیح المسلم، اصح المطابع، باب العلم، دہلی انڈیا، ۱۹۳۸ء، نیز مطبوعہ عامرہ، مصر

۲۸۔ العلم و العلماء، ۴۹، ۵۰

۲۹۔ ایضاً، ۴۷

۳۰۔ ایضاً، ۴۹

۳۱۔ ایضاً، ۵۱

۳۲۔ ایضاً، ۵۳

۳۳۔ ایضاً

۳۴۔ ایضاً

۳۵۔ ایضاً، ۵۵

۳۶۔ ایضاً

۳۷۔ ایضاً

۳۸۔ ایضاً، ۵۷

۳۹۔ ایضاً، ۹۱

۴۰۔ ایضاً، باب علم اور اہل علم کی فضیلت، ۴۳۔۵۳ اور باب علم کی فضیلت سیادت پر ۵۳۔۵۵

۴۱۔ القرآن، البقرہ : ۲۴۷

۴۲۔ القرآن الحکیم ترجمہ و مختصر تفسیر از مولانا اشرف علی تھانوی، تاج کمپنی، لاہور، دیکھئے حاشیہ تفسیر البقرہ : ۲۴۷

۴۳۔ القرآن، البقرہ : ۱۵۱

۴۴۔ ایضاً، ۲۶۹

۴۵۔ کتاب التعریفات، ۴۱

۴۶۔ القرآن، النساء : ۷۷، التوبہ : ۳۸، التغابن : ۱۵

۴۷۔ بیہقی، مشکوۃ المصابیح : کتاب العلم

۴۸۔ بخاری : کتاب العلم

۴۹۔ العلم و العلماء، ۵۷

۵۰۔ کنز العمال، جلد۔۱۰، ۱۳۸

۵۱۔ ڈاکٹر ثمر فاطمہ، مقالات سیرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حصہ دوم، دسمبر ۱۹۸۴ء، وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان، اسلام آباد، ۹۰ بحوالہ ڈاکٹر احمد شلبی، تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ، ۱۵۶

۵۲۔ القرآن، الرعد : ۱۱

دیگر مراجع:

ڈاکٹر رضی الدین صدیقی، مسئلہ تعلیم، حیدر آباد دکن انڈیا۔
سید ابو الاعلیٰ، تعلیمات، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور۔
تعلیم کا مسئلہ، ادارہ مطبوعات طلبہ، کراچی۔
مولانا مناظر احسن گیلانی، مسلمانوں کا نظام تعلیم، ندوۃ المصنفین، دہلی انڈیا۔
مشاہیر کے تعلیمی نظریے، اکیڈمی آف ایجوکیشن ریسرچ، کراچی۔

ادارہ کی مطبوعات

۱۔ پاکستان کا قدیم رسم الخط اور زبان	رشید اختر ندوی	۳۰۰ روپے
۲۔ گفتار قائداعظم	مرتبہ احمد سعید	۶۰ روپے
۳۔ فاطمہ جناح، حیات و خدمات	ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی	۸۰ روپے
۴۔ حیات قائداعظمؒ: چند نئے پہلو	احمد سعید	۳۰ روپے
۵۔ مولانا عبیداللہ سندھی کی سرگذشت کابل	مرتبہ غلام مصطفیٰ خان	۴۰ روپے
۶۔ اسلام کی انقلابی علمی تحریک	عبیداللہ قدسی	۲۰ روپے
۷۔ جمعیت العلماء ہند۔ دستاویزات (۲ جلدیں)	مرتبہ پروین روزینہ	۱۲۵ روپے
۸۔ کتابیاتی اشاریہ پاکستان ۱۹۷۹ء	مرتبہ شفیع النساء	۵۰ روپے
۹۔ خاکسار تحریک اور آزادی ہند	مرتبہ ڈاکٹر اے۔ ڈی مضطر	۱۲۰ روپے
۱۰۔ کشمیری مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد	مرزا شفیق حسین	۱۰۰ روپے
۱۱۔ قائداعظمؒ اور راولپنڈی	منظور الحق صدیقی	۳۰ روپے
۱۲۔ پاک و ہند کی سیاست میں علماء کا کردار	ایچ بی خان	۱۲۵ روپے
۱۳۔ جنگ آزادی کے اردو شعراء	محمود الرحمان	۱۲۰ روپے
۱۴۔ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس (۲ جلدیں)	مرتبہ ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی	۲۰۰ روپے
۱۵۔ قائداعظمؒ کے رفقاء سے ملاقاتیں	مرتبہ سید ذوالقرنین زیدی	۷۰ روپے
۱۶۔ آہنگ بازگشت	محمد سعید	۱۱۰ روپے
۱۷۔ سفرنامہ ابن بطوطہ	مترجم پیرزادہ محمد حسین	۷۵ روپے
۱۸۔ آزاد کشمیر ایک سیاسی جائزہ	مرزا شفیق حسین	۲۵۰ روپے
۱۹۔ پیر صاحب مانکی شریف	وقار علی شاہ	۷۰ روپے
۲۰۔ وارث شاہ: عہد اور شاعری	عذرا وقار	۴۵ روپے